www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ
WILAYAT TIMES

ولایت ٹائمز

سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:15 ☆ تاریخ:3 جولائی تا 9 جولائی 2017ء بمطابق 8 شوال تا 14 شوال 1438ھ ☆ صفحات:8

انہدام جنت البقیع تاریخی عوامل اور اسباب

"مسلم ممالک میں فکری انتشار اور بد نظمیوں کے حوالے سے حکومت برطانیہ کے ایک جاسوس همفری کا نام بھی لیا جاتا هے۔ وهابیت کے پھیلاؤ اور تبلیغ کے سلسلہ میں اس کی کار روائیاں سر فہرست هیں جو "همفری کے اعترافات" کی صورت میں قلمبند هیں۔ ان اعترافات میں شیخ محمد بن عبدالوهاب کے همفری سے روابط کا تفصیلی ذکر هے کہ کس طرح اس نے شیخ محمد کو اسلامی عقائد سے منحرف کیا۔ ساتھ ساتھ وہ برطانوی وزارتِ نو آبادیات کو عراق کے واقعات سے بھی آگاہ کرتا رہا اور وهاں کے لئے ایک 6 نکاتی لائحہ عمل مرتب کیا۔ ان دستاویزات کی استناد سے قطع نظر یہ بات قابل غور هے کہ اغیار کس طرح هماری اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے رهے هیں۔"

پیش لفظ

قران، نہج البلاغہ، صحیفہ کاملہ آئمہ علیہم السلام کی زندگی اور علمی فیوض کا مطالعہ ہمارے ایمان اور معرفت میں اضافہ کرتا ہے اور پیغام حق کے تسلسل کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس مناسبت سے ان قلمی کاوشوں کو فیضان علم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بحمد اللہ گروہ جعفری پاکستان اور آل عبا مرکز تحقیق و کتب خانہ (آل عبا ٹرسٹ) کے زیر اہتمام حسب ذیل عنوانات پر مقالے پیش کئے گئے۔

☆ قران کا سائنسی مزاج اور الہامی ترتیب
☆ نہج البلاغہ کا تعارفی جائزہ
☆ صحیفہ کاملہ کا تجزیاتی مطالعہ
☆ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شخصیت اور علمی فیوض
☆ حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی شخصیت اور عہد امامت
☆ آئمہ عسکرئین کا عہد امامت اور علمی فیوض
☆ انہدام جنت البقیع : تاریخی عوامل و اسباب
☆ انتظار امام مہدی علیہ السلام اور تشیع کا سفر علم و دانش
☆ امام سجاد علیہ السلام کی سیاسی بصیرت اور علمی فیوض

دوست احباب اور بالخصوص ابو طالب ترابی مرحوم کی خواہش تھی کہ ان مقالوں کو ایک کتابی شکل دیجائے تاکہ مومنین استفادہ کر سکیں۔ میری بھی تمنا ہے کہ اس سرمایہ نجات کو روزِ حشر آئمہ علیہم السلام کی خدمت میں پیش کروں۔

ان مقالوں کی تدوین میں مختلف افراد اور اداروں کا تعاون حاصل رہا ہے جن کے حوالے مقالوں میں دئے گئے ہیں۔ خصوصی طور پر خطیب آل عبا سید ناصر عباس زیدی، حجتہ الاسلام، عقیل الغروی اور برادرم نصیر ترابی قابل ذکر ہیں۔ میرے ایرانی دوست مرتضیٰ طلوع ہاشمی اور ڈاکٹر حیدر رضا ضابط نے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن مشہد ایران کی مطبوعات سے نوازا۔ میرے افراد خاندان کا تعاون لائق شکر ہے۔ قارئین سے میرے والدین کے لئے سورہ فاتحہ کی درخواست ہے۔ شکریہ

ناشر:-----احقر

سید علی حیدر-حق پرنٹر اینڈ پبلشر-----

ڈاکٹر میر محمد علی کراچی------سابق چیئرمین سندھ بورڈ آف ٹکنیکل ایجوکیشن، فون نمبر6676034------کراچی جنوری 2007ء / 1428ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ:

بسم الله الرحمن الرحيم أدع الیٰ سبيل ربک بالحکمته والموعظة الحسنة وجادلهم بالّتی هی احسن

"لوگوں کی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان سے بہترین انداز میں استدلال اور مباحثہ کرو۔"
(سورہ نحل: آیت125)

ہم ہر سال 8 شوال بطور یوم غم مناتے ہیں۔ آج سے تقریباً 91 سال قبل یعنی 1344ھ/1926ء میں اسی تاریخ مدینہ منورہ میں جنت البقیع اور مکہ معظمہ میں جنت المعلیٰ کے مقبروں اور مزارات کو مسمار کر دیا گیا۔ یہ مزارات جناب فاطمۃ الزہرا (ع)، امام حسن (ع)، امام زین العبدین (ع)، امام محمد باقر (ع)، امام جعفر صادق (ع) اور دیگر اولاد، ازواج، اصحاب اور اقربائے پیغمبر اور شہدائے راہِ حق کے تھے۔ سب کو تعجب ہوتا ہے کہ ایک ایسا ملک جہاں کے فرمانروا "خادم حرمین شریفین" کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں کس طرح اس مذموم حرکت کو گوارا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ ہمارا تعلق 21 ویں صدی سے ہے اور یہ واقعہ بھی 20 ویں صدی سے متعلق ہے اس وجہ سے انہدام جنت البقیع کے محرکات کو صحیح تناظر میں سمجھنے کے لئے ہمیں کچھ تفصیلات میں جانا ہوگا جن کو ہم 5 حصوں میں تقسیم کر سکتے۔ (1) جنت البقیع مورخین کی نظر میں۔ (2) وہابیت کی ابتدا اور فروغ (3) تحریک خلافت اور جنت البقیع (4) انہدام جنت البقیع اور اسلامی ردعمل (5) خلاصہ کلام ہماری ذمہ داریاں۔

جنت البقیع مورخین کی نظر میں: بقیع کے لفظی معنی درختوں کا باغ ہے اور تقدس کی خاطر اس کو جنت البقیع کہا جاتا ہے یہ مدینہ میں ایک قبرستان ہے جس کی ابتدا 3 شعبان 3ھ کو عثمان بن مزون کے دفن سے ہوئی، اس کے بعد یہاں آنحضرت کے فرزند حضرت ابراہیم کی تدفین ہوئی۔ آنحضرت (ص) کے دوسرے رشتہ دار صفیہ، عاتکہ اور فاطمہ بنت اسد (ع) (والدہ امیر المومنین (ع) بھی یہاں دفن ہیں تیسرے خلیفہ عثمان جنت البقیع سے ملحق باہر دفن ہوئے تھے لیکن بعد میں اس کی توسیع میں ان کی قبر بھی بقیع کا حصہ بن گئی۔ بقیع میں دفن ہونے والوں کو آنحضرت خصوصی دعا میں یاد کرتے تھے اس طرح بقیع کا قبرستان مسلمانوں کے لئے ایک تاریخی امتیاز و تقدس کا مقام بن گیا۔

ساتویں صدی ہجری میں عمر بن جبیر نے اپنے مدینہ کے سفر نامہ میں جنت البقیع میں مختلف قبور پر تعمیر شدہ قبوں اور گنبدوں کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت ابراہیم (ع) (فرزند آنحضرت (ص)) عقیل ابن ابی طالب (ع)، عبداللہ بن جعفر طیار (ع)، امہات المومنین، عباس ابن عبدالمطلب (ع) کی قبور شامل ہیں۔

قبرستان کے دوسرے حصہ میں حضرت امام حسن (ع) کی قبر اور عباس ابن عبدالمطلب کی قبر کے پیچھے ایک حجرہ، موسوم بہ بیت الحزن ہے جہاں جناب سیدہ جا کر اپنے والد کو روتی تھیں۔ تقریباً ایک سو سال بعد ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفر نامہ میں بقیع کا جو خاکہ بنایا ہے وہ اس سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ سلطنت عثمانی نے بھی مکہ اور مدینہ کی رونق میں اضافہ کیا اور مقامات مقدسہ کے فن تعمیر اور زیبائش میں اضافہ کیا اور 1878ء کے دوران دو انگریزی سیاحوں نے بھیس بدل کر ان مقامات کا دورہ کیا اور مدینہ کو استنبول کے مشابہ ایک خوبصورت شہر قرار دیا۔ (حوالہ شیعہ نیوز، ڈات کام) اس طرح گزشتہ 12 سو سال کے دوران جنت البقیع کا قبرستان ایک قابل احترام جگہ رہی جو وقتاً فوقتاً تعمیر اور مرمت کے مرحلوں سے گزرتی رہی۔

وھابیت، ابتدا اور فروغ: 13 ویں صدی ہجری کے اوائل میں حجاز کے سیاسی حالات، نے پلٹا کھایا اور جنت البقیع بھی ان کی زد سے محفوظ نہ رہ سکی، اس کی بنیادی وجہ وہابیت ہے۔ وہابیت کا پس منظر کیا ہے؟ اس کی ابتدا نجد میں ہوئی، اس وقت جزیرہ نمائے عرب میں دو طاقتیں تھیں ایک نجد میں اور دوسری حجاز میں شمال میں ترکی کی سلطنت عثمانیہ قائم تھی جس میں شام، عراق، اردن اور فلسطین بھی شامل تھے۔

1115ء، نجد میں محمد بن عبدالوہاب نامی شخص پیدا ہوا، وہ مدینہ منورہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بصرہ، بغداد، ہمدان اور قم گیا اور حصول علم کے ساتھ ساتھ درس و تدریس میں مصروف رہا، پہلے اس نے حنبلی نظریات کو قبول کیا پھر حنبلی بیعت سے آزاد ہو کر احادیث میں اس خود استباط (یعنی تفسیر بالرائے) کا دعویٰ کیا۔ نتیجتاً اس کو مخالفانہ نظریات کے پرچار کی پاداش میں بستی سے نکال دیا گیا۔ اس وقت نجد میں محمد بن سعود نامی شخص کے زیر اثر قبیلوں کا دارو مدار ہمسایہ بستیوں میں لوٹ مار کرنا اور اپنے علاقہ کی حدود بڑھانا تھا۔ محمد بن سعود نے محمد بن عبدالوہاب کو اپنے قبیلے میں پناہ دی اور دونوں کے درمیان وہابیت کے فروغ اور پرچار کرنے کا معاہدہ ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نے جاہل عربوں کو اپنی طرف مائل کرنے وہابیت کے نام جو عقیدہ یا Doctrine دیا اس کے رو سے اسلام میں قبر پرستی شرک ہے۔ قبور پر سائبان چھت، قبہ، گنبد بنانا ناجائز ہی نہیں بلکہ کفر ہے اور زیارت قبور کے لئے جانا ناجائز ہے۔ معاہدہ کی رو سے محمد بن عبدالوہاب لوگوں کو وہابیت کی طرف مائل کرتا اور ان کو ابن سعود کی حمایت پر تیار کرتا اور یہ لوگ ابن سعود کی سرکردگی میں ہمسایہ علاقوں پر حملہ کرتے۔ اس طرح ابن سعود نے حجاز کے وسیع علاقہ پر قبضہ جما لیا اور محمد بن عبدالوہاب کو اپنا قاضی مقرر کیا۔ خود محمد بن سعود نے بھی وہابی نظریات کو قبول کر لیا اور اس طرح وہابیت کو حجاز میں سرکاری مذہب کا درجہ مل گیا۔ محمد بن سعود کے انتقال پر ان کے بھائی عبدالعزیز بن سعود نے بھی وہ

معاہدہ برقرار رکھا اور اس طرح لشکر کشی جاری رہی۔ (سید علی حیدر نقوی۔ ادیان عالم اور اسلام) یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ زیارت قبور کے جواز کے ضمن میں حدیث رسول (ص) اور توسل صحاب کی 26 روایات موجود ہیں، مذاہب اربعہ کے 40 علما نے زیارت قبر نبی (ص) کے آداب اور زیارتیں نقل کی ہیں۔ سارے عالم اسلام میں انبیاء صحابہ، تابعین، علماء اور اولیا کی قبریں مختلف جگہ موجود ہیں اور مرجع خلائق ہیں۔ (علامہ طالب جوہری)

قرآن کے سورہ حج کی 32 ویں آیت میں شعائر اللہ کی تعظیم سے متعلق صریح احکام موجود ہیں۔ ان تمام دلائل کے باجود بفرض محال عقیدہ وہابیت کو قابل قبول سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گزشتہ 14 صدیوں میں سارے عالم اسلام میں جہاں جہاں قبور کی زیارت، احترام، تعمیر مرمت اور دیکھ بھال کی گئی وہ تمام اعمال شرک، کفر اور بدعت کے زمرہ میں شمار ہوں گی۔ یعنی یہ کریڈٹ محمد بن عبدالوہاب کو جائیگا کہ 14 سو سال میں پہلی دفعہ اس نے اس بدعت کی نشاندہی کیا۔ ایک اور قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نے ان نظریات کو اپنے والد کے نام کی نسبت سے وہابیت کا نام دیا جبکہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ البتہ خود ان کے اپنے نام یعنی محمد کی نسبت سے یہ عقیدہ محمد یہ کہلاتا ظاہر ہے ایسا کرنے سے ان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ ایک اور اہم نکتہ قابل غور ہے کہ 19 ویں اور 20 ویں صدی میں اسلامی دنیا میں ایک ہلچل مچی رہی یہ ایک اتفاق ہے کہ عین اس زمانہ میں جب حجاز میں وہابیت جڑ پکڑ رہی تھی دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی احیائے اسلام کے نام پر اور تحریکیں بھی کارفرما تھیں بطور مثال سوڈان میں مہدویت، لیبیا میں سنوسی، نائیجریا میں فلافی، انڈونیشیا میں پادری اور ہندوستان میں احمدیہ یا قادیانیت قابل ذکر ہیں۔ بظاہر احیائے اسلام کے نام پر یہ تحریکیں اسلام سے مرکز گریزی میں زیادہ مصروف تھیں۔ بجائے اس کے کہ ہم اس مسئلہ کو اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازش کہ کر ختم کردیں ضروری ہے کہ اس معاملہ میں تحقیق کریں اور ان تحاریک کے منبع اور مقاصد تک پہونچیں۔ (اکسفورڈ انسائیکلو پیڈیا آف ماڈرن اسلامک ورلڈ۔ ص:13)

مسلم ممالک میں فکری انتشار اور بدنظمیوں کے حوالے سے حکومت برطانیہ کے ایک جاسوس ہمفری کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ وہابیت کے پھیلاؤ اور تبلیغ کے سلسلہ میں اس کی کارروائیاں سرفہرست ہیں جو "ہمفری کے اعترافات" کی صورت میں قلمبند ہیں۔ ان اعترافات میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ہمفری سے روابط کا تفصیلی ذکر ہے کہ کس طرح اس نے شیخ محمد کو اسلامی عقائد سے منحرف کیا۔ ساتھ ساتھ وہ برطانوی وزارت نو آبادیات کو عراق کے واقعات سے بھی آگاہ کرتا رہا اور وہاں کے لئے ایک 6 نکاتی لائحہ عمل مرتب کیا۔ ان دستاویزات کی استناد سے قطع نظر یہ بات قابل غور ہے کہ اغیار کس طرح ہماری اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے دوران یہ دستاویزات جرمنوں کے ہاتھ لگیں تو انہوں نے برطانیہ کے خلاف پروپگنڈے کے لئے جرمنی رسالہ اسپیگل میں شائع کیا بعد میں ایک فرانسیسی رسالے ان کو شایع کردیا۔ ایک لبنانی دانشور نے ان یادداشتوں کے عربی ترجمہ کو رفاہ عام کی غرض سے چھاپ دیا۔ انجمن نوجوانوں پاکستان نے گارڈن ٹاؤن لاہور سے اردو مین شایع کروایا ہے (بشکریہ سید محمد افتخار علی)۔

عرب عجم کشمکش اور تحریک خلافت: حجاز میں وہابیت کی تحریک کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی افراتفری میں مغربی طاقتوں نے ایک نیا فتنہ کھڑا کردیا۔ عربوں اور عجمیوں کے اختلافات سے فائدہ اٹھا کر برطانیہ اور فرانس نے 1916ء اور 1918ء کے درمیان کرنل لارنس (جو عام طور پر لارنس آف عریبیا کہلاتا ہے) کی قیادت میں شام اور عراق کے عربوں کو ترکی کی سلطنت عثمانیہ کے خلاف صف آراء کردیا مگر جنگ کے اختتام پر (جو عرب انقلاب سے موسوم ہوئی) برطانیہ اور فرانس نے عربوں کو دھوکہ دیکر شام، عراق، فلسطین اور اردن کو باہم تقسیم کرلیا، عراق، فلسطین اور اردن برطانیہ کے تسلط یا نگرانی میں دیدیئے گئے اور شام پر فرانس کو غلبہ مل گیا۔ یمن اور نجد نیم آزاد حکومتیں بن گئیں۔ حجاز میں جس کا نجد کے ساتھ دیرینہ جھگڑا چل رہا تھا شریف حسین ایک چھوٹی سی مملکت کا حکمران تھا۔ جب عبدالعزیز ابن سعود کو اطمینان ہوگیا کہ برطانیہ کی طرف سے کوئی مزاحمت نہ ہوگی تو نجدیوں نے حجاز پر حملہ کردیا اور سارے جزیرۃ العرب کو اپنے خاندانی حوالہ سے سعودی عرب کا نام دیدیا جواب تک رائج ہے۔ وہابیت کے فروغ میں نجدیوں کی یہ کامیابی ایک اہم سنگ میل ثابت ہوئی کیونکہ ان کی عالم اسلام کے مرکز مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ تک رسائی آسان ہوگئی۔

اب ترکی میں ایک نئی سیاسی صورت حال پیدا ہوئی۔ 1934ء میں ترکی رہنما مصطفٰی کمال اتاترک نے عربوں کے معاندانہ رویوں سے تنگ آکر اور اپنی سلطنتی

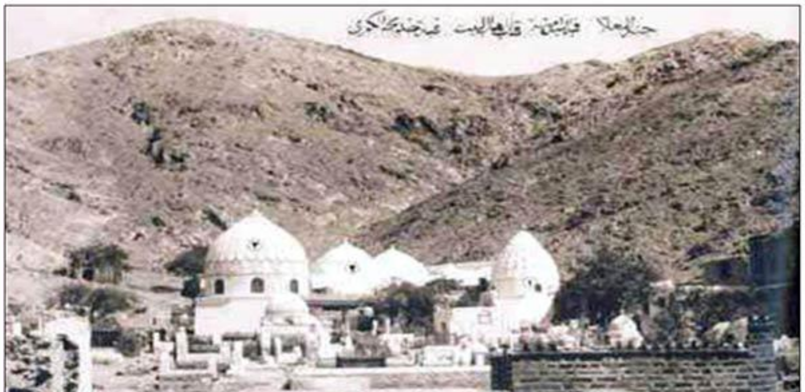

مصالح کے تحت سلطان محمد کی معزولی کے ساتھ عہدہ خلافت کو بھی ختم کردیا۔ گوکہ ترک حکمرانوں کے لئے ایک رسمی عہدہ تھا لیکن یہ عالم اسلام کے اتحاد اور آفاقیت کی علامت تھا اور قرن اول کی خلافتوں سے اپنی تسلسل باقی رکھا تھا۔ مسلمانان ہند کے لئے جن کو ترکی میں خلافت سے ایک ذہنی ہم آہنگی تھی ترک حکومت کا یہ فیصلہ ناگوار گزرا اور ترکی میں خلافت کے احیا کے لئے تحریک خلافت کا آغاز کیا۔ لیکن جب اس مہم میں ناکام رہے تو خلافت کمیٹی نے اپنی توجہ حجاز پر مرکوز کردی جہاں اب عبدالعزیز ابن سعود کی حکومت تھی۔

اکتوبر 1924ء کو مولانا محمد علی جوہر کی سربراہی میں تحریک خلافت کمیٹی کی جانب سے سلطان عبدالعزیز ابن سعود کو ایک تار بھیجا گیا جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ چونکہ حجاز دنیائے اسلام کا مرجع ہے وہاں کوئی انفرادی شاہی قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ایسی جمہوریت قائم ہو جو غیر مسلم اغیار کے اثر سے پاک ہو۔ اس کے جواب میں سلطان ابن سعود نے لکھا کہ حجاز کی حکومت حجازیوں کا حق ہے لیکن عالم اسلام کے جو حقوق حجاز سے متعلق ہیں ان کے لحاظ سے حجاز عالم اسلامی کا ہے اور اس ضمن میں یقین دلایا کہ آخری فیصلہ دنیائے اسلام کے ہاتھ میں ہوگا۔ یہ تو تاریخ ہی ثابت کریگی کہ اس وعدہ میں کتنی صداقت تھی۔ (سید محمود الحسن رضوی)

انہدام جنت البقیع: عالم اسلام میں افراتفری کے متذکرہ تاریخی عوامل نے عبدالعزیز ابن سعود کو حجاز پر پیش قدمی کا موقع فراہم کردیا اور تمام یقین دہانیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جنوری 1936ء میں سلطان ابن سعود نے حجاز پر اپنی حاکمیت کا اعلان کردیا۔ وہابیت جواب ریاستی مذہب بن گئی تھی بزور شمشیر اہل حجاز پر تھوپی جارہی تھی سعودی حملہ آور جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے جنت البقیع اور ہر وہ مسجد جو ان کے راستہ میں آئی منہدم کردیا اور سوائے روضہ نبوی کے کسی قبر پر قبہ باقی نہ رہا۔ آثار ڈھائے گئے اکثر قبروں کی تعویز اور سب کی لوحیں توڑ دی گئیں۔ انہدام جنت البقیع کی خبر سے عالم اسلام میں رنج و غم کی ایک لہر پھیل گئی ساری دنیا کے مسلمانوں نے احتجاجی جلسے کئے اور قرار دادیں پاس کیں جس میں سعودی جرائم کی تفصیل دی گئی۔ آنے والے سالوں میں عراق، شام اور مصر سے حج اور دیگر امور کے لئے آنے والوں پر پابندی لگادی گئی کہ وہ وہابیت قبول کریں گے ورنہ ان کو نکال دیا جائیگا۔ ہزاروں مسلماں وہابیوں کے مظالم سے تنگ آکر مکہ اور مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ مسلمانوں کے مسلسل احتجاج پر سعودی حکمرانوں نے مزارات کی مرمت کی یقین دہانی کی یہ وعدہ آج تک پورا نہ ہوسکا۔ اس ضمن میں تحریک خلافت کمیٹی کی کارکردگی بھی مایوس کن رہی۔ مسلکی اختلافات کی وجہ سے خلافت کمیٹی کوئی مضبوط موقف نہیں اختیار کرسکی اور یوں یہ کمیٹی پاش پاش ہوگئی اور یہ معاملہ ختم ہوگیا۔ (سید حسن ریاض، کراچی یونیورسٹی)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت البقیع کے مزارات کی تعمیر کی تحریک کو جس میں ابتداً شیعہ سنی سب برابر کے شریک تھے وقت گزرنے کے ساتھ گزشتہ 8 دہائیوں یعنی 91 سال میں ہمارے سنی بھائیوں نے بھلا دیا اور بالآخر یہ صرف اہل تشیع کی ذمہ داری بن کر رہ گیا ہے۔ اور یوں گزشتہ 91 سال سے ہر سال 8 شوال کو ہم یوم انہدام جنت البقیع منا کر اہلبیت (ع) سے مؤدت کا فریضہ اور اجر رسالت ادا کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام: ہماری ذمہ داریاں: جنت البقیع اور عالم اسلام کے حوالے سے ہمیں ایک منظم مہم چلانی ہوگی۔ دنیائے عرب میں مراکش سے عراق تک اور عجم میں ترکی سے انڈونیشیا تک کونسی مملکت ہے جہاں بزرگان دین، سیاستدان اور عامتہ المسلمین کے مزارات مرجع خلائق نہیں ہیں۔ بقیع کوئی عام قبرستان نہیں ہے بلکہ یہاں بلا اختلاف فرقہ ہر مسلمان کے لئے قابل احترام شخصیتیں دفن ہیں۔

انہدام جنت البقیع کے واقعہ کے باوجود، حضرت سرور کائنات کے روضہ کا وجود خود ایک معجزہ ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ جنت البقیع کا انہدام کوئی فقہی مسئلہ نہیں تھا بلکہ ایک سیاسی حکمت عملی تھی جس کی بنیاد خانوادہ اہلبیت (ع) سے دیرینہ عداوت تھی۔

دنیا میں تمام متمدن اقوام اپنے آباواجداد کے آثار کی حفاظت کے انتظامات کرتے ہیں (آل محمد رزمی)۔ مصر میں اسوان ڈیم بنایا گیا تو اس سے متاثر ہونے والے آثار قدیمہ کے کھنڈرات کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے یونیسکو نے کثیر رقم خرچ کی۔ افغانستان کے شہر بامیان میں گوتم بدھ کے مجسموں کی توڑ پھوڑ پر ساری دنیا بشمول توحید پرستوں نے اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ لیکن ہمارے آزاد میڈیا کے لئے انہدام جنت البقیع کوئی قابل توجہ مسئلہ نہیں ہے۔ آثار قدیمہ کی حفاظت حقوق انسانی کے زمرہ میں آتی ہے ہمیں سرنامہ کلام کی آیت: "اُدعُ الیٰ سَبِیلِ رَبِّکَ" کے رہنما اصول پر عمل کرتے ہوئے جذبات سے بالاتر ہوکر جنت البقیع کی بحالی کے لئے قابل عمل پالیسی اختیار کرنا ہوگی جس کے چند بنیادی خطوط یہ ہیں۔

۱۔ بین القوامی تنظیم مثلاً یونیسکو، عرب لیگ، موتمر عالم اسلامی، تنظیم اسلامی کانفرنس (OIC) اور عالمی انسانی حقوق کمیشن کو متوجہ کیا جائے۔ ۲۔ اخبارات میں آئے دن اسلام کے حوالے سے جدیدیت کشادہ دلی اور صبر و تحمل کی پالسی اپنانے کی تلقین کی جاتی ہے اس پر عمل بھی کیا جائے۔ ۳۔ ماضی کے سیاسی سماجی اور جنگی جرائم پر مواخذہ اعتراف اور معافی اب ایک بین الاقوامی "طریقہ تلافی" کے طور پر قابل قبول اصول بن گیا ہے اس اصول کا اطلاق انہدام جنت البقیع کے مرتکبین پر بھی کیا جائے۔ ۴۔ سعودی عرب کے موجودہ حکمراں اپنے پیشرؤں کے برخلاف ایک روشن خیال رہنما ہیں اور اتحاد عالم اسلام کے پرجوش حامی ہیں۔ ان سے جرات مندانہ فیصلہ کی اپیل کی جائے۔ ۴۔ ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام عقیدہ کے سنجیدہ اور انصاف پسند مسلمان بھائیوں کے تعاون سے سعودی حکمرانوں سے درخواست کیجائے کہ وہ ان مزارات کو خود بنادیں یا پھر عالم اسلام کو اس کی اجازت دیدیں۔ خدا تمام مسلمانوں کی اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حوالے: 1۔ شیعہ نیوز ڈاٹ کام، ویب سائٹ۔ 2۔ سید علی حیدر نقوی، ادیان عالم اور اسلام۔ 3۔ علامہ طالب جوہری، مضمون، ماہنامہ اصلاح۔ 8۔۔ 4۔ آکسفورڈ انسائیکلو پیڈیا آف ماڈرن اسلامک ورلڈ۔۔۔ 5۔ سید محمود الحسن رضوی، مضمون ماہنامہ اصلاح۔ 8۔۔۔ 6۔ سید حسن ریاض، پاکستان ناگزیر تھا۔ کراچی یونیورسٹی۔۔۔۔ 7۔ آل محمد رزمی۔ مضمون، ماہنامہ صلاح۔ 8۔۔۔ 8۔ استاد جعفر سلمانی۔ آئین وہابیت، دار الثقافتہ لاسلامیہ کراچی۔ 1988ء۔۔۔ 9۔ ہمفری کے اعترافات۔ انجمن نوجوانان پاکستان، گارڈن ٹاؤن، لاہور

پاکستان و کشمیر کیخلاف ٹرامپ کے بیان کے پس پردہ حقایق ؟

سید مجاهد علی

بھارت کے وزیراعظم نریندر مودی کے دورہ امریکہ کے موقع پر وہائٹ ہاؤس سے جاری ہونے والے بیان اور صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور وزیراعظم مودی کی پریس کانفرنس میں کی گئی باتوں سے یہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ پاکستان پر الزامات عائد کرتے ہوئے اس سے علاقائی سلامتی کے حوالے سے بھارت کی شرائط ماننے پر مجبور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سرکاری بیان اور دونوں لیڈروں کی گفتگو میں اگرچہ ایک دوسرے کیلئے گرمجوشی کا اظہار کیا گیا اور نریندر مودی نے پریس کانفرنس کے بعد بڑھ کر ٹرمپ سے بغلگیر ہو کر یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی کہ دونوں لیڈروں اور ملکوں کے درمیان صرف اتفاق رائے ہی پایا جاتا ہے۔

صدر ٹرمپ کا بھی دعویٰ تھا کہ بھارت اور امریکہ کے تعلقات تاریخ کے بہترین دور سے گزر رہے ہیں اور ان کے درمیان جو تھوڑے بہت اختلافات ہیں، وہ بھی رفع کر لئے جائیں گے۔ حالانکہ امریکہ اور بھارت کے لیڈروں ٹرمپ اور مودی کے اختلافات یا اتفاقات اپنے اپنے ملک کیلئے تجارتی فائدہ حاصل کرنے کے مقصد پر استوار ہیں۔ مودی زیادہ سے زیادہ امریکی سرمایہ کاروں کو بھارت میں سرمایہ لگانے پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے ملک میں معاشی نمو کا سلسلہ جاری رہے جبکہ ٹرمپ کی خواہش ہے کہ بھارت امریکی مصنوعات کیلئے اپنی منڈیوں کو کھولے اور دونوں ملکوں کے درمیان تجارت کا عدم توازن کم کیا جائے۔ اس حوالے سے صدر ٹرمپ کی نظر بھارت کے دفاعی بجٹ پر ہے تاکہ وہ مزید اسلحہ فروخت کرکے امریکہ میں روزگار کے زیادہ مواقع پیدا کر سکیں۔

دونوں لیڈروں نے پریس سے باتیں کرتے ہوئے یا وہائٹ ہاؤس میں نریندر مودی کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں تقریریں کرتے ہوئے بنیادی اور اصولی اختلافات کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ دونوں اپنے اپنے طور پر ایک دوسرے کو اپنی معیشت اور سیاسی منشور کی تکمیل کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ بھارت دنیا کی تیسری بڑی معیشت ہے اور اس کا ہندو رہنما پاکستان کو نیچا دکھانے کیلئے دفاعی اخراجات میں مسلسل اضافہ کرتا رہا ہے۔ بھارت روایتی طور پر سوویت اور پھر روسی اسلحہ کا خریدار رہا ہے لیکن اب اس کی مسلح افواج امریکی اسلحہ کے ذریعے اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا چاہتی ہیں۔ اس وقت بھارت دنیا میں اسلحہ کا دوسرا بڑا خریدار ہے۔ امریکہ اس بھارتی بجٹ میں سے زیادہ سے زیادہ حصہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ بھارت کی نگاہیں بھی جدید ترین امریکی اسلحہ اور ٹیکنالوجی پر ہیں۔

صدر ٹرمپ اس سے قبل سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے اسلحہ کی فروخت کے معاہدے کرتے ہوئے یہ واضح کر چکے ہیں کہ ان کے نزدیک سیاسی اخلاقیات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نہ ہی وہ اس بات پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں کہ حساس خطوں میں خطرناک اسلحہ فروخت کرنے سے جنگوں اور تنازعات میں اضافہ ہوگا۔ ان کا بنیادی مقصد امریکی صنعت کیلئے زیادہ سے زیادہ کاروبار حاصل کرنا ہے تاکہ وہ اپنے انتخابی وعدے کے مطابق امریکہ میں روزگار کے مواقع میں اضافہ کر سکیں۔ اس لئے اختلافات کے باوجود بھارتی وزیراعظم کے بارے میں ان کے توصیفی کلمات اور ان کا گرمجوشی سے استقبال اس بات کا اظہار ہے کہ وہ غریب بھارتی شہریوں کی محنت کی کمائی سے امریکہ کے ہتھیار اور بارود بھارت کو فروخت کرکے امریکی معیشت کو بحال کر سکیں۔

نریندر مودی کے اتوار کو واشنگٹن پہنچنے سے پہلے ہی امریکہ نے 2 ارب ڈالر کے 22 جاسوس ڈرون بھارت کو فروخت کرنے کا اعلان کیا تھا۔ یہ ڈرون حساس ٹیکنالوجی کا حصہ سمجھے جاتے ہیں اور امریکی کانگریس میں اس کی برآمد کے بارے میں شدید تحفظات بھی پائے جاتے ہیں۔ تاہم وہائٹ ہاؤس نے بھارتی لیڈر کے دورہ سے قبل اس فروخت کی منظوری دے کر نریندر مودی کی حکومت کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کا اعلان کیا تھا تاکہ وہ مزید اسلحہ خریدے اور اپنے دفاعی بجٹ کو فراخدلی سے امریکی معاشی احیا کیلئے بروئے کار لائے۔ صدر ٹرمپ کا خیال ہے کہ کانگریس میں اس وقت ری پبلکن اکثریت ہے اور اس کے بیشتر ارکان صدر ٹرمپ کی عوامی مقبولیت کی وجہ سے بدستور ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں۔ اس لئے اس فروخت کی منظوری حاصل کرنا بھی مشکل نہیں ہوگا۔ یہ بات کسی حد تک قابل فہم بھی ہے تاہم یہ ڈرون اگرچہ بحر ہند میں چینی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے مقصد سے فروخت کئے گئے ہیں لیکن بھارت اپنی تمام تر دفاعی صلاحیت، اسلحہ اور ٹیکنالوجی کو پاکستان کے خلاف استعمال کرتا ہے۔

بھارت اگرچہ چین سے خطرہ کا نعرہ بلند کرکے دنیا کو گمراہ کرتا ہے لیکن یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ چین کی قیادت مسلح تصادم کی بجائے تجارتی میدان میں دنیا کا مقابلہ کرنا چاہتی ہے۔ چین کسی بھی قیمت پر بھارت کے خلاف عسکری کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ جبکہ بھارت مسلسل پاکستان کے خلاف جنگی عزائم کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ لائن آف کنٹرول پر گزشتہ کئی ماہ سے جاری ہلاکت خیزی واقعات نے بھی ہند پاک کے درمیان دوریاں مزید بڑھائی ہیں۔

لیکن دنیا کی دو بڑی معیشتوں کے لیڈر ایک دوسرے سے معاملات طے کرتے ہوئے پاکستان کی ضرورتوں اور اندیشوں پر غور کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ اور نریندر مودی حکومتوں کا اس بات پر اتفاق سامنے آ چکا ہے کہ اگر ان کے معاہدوں کے ذریعے دونوں ملکوں کے معاشی مقاصد پورے ہوتے ہوں تو ان کی تکمیل کے لئے پاکستان کے ساتھ تعلقات کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ نریندر مودی کے دورہ امریکہ کے بعد وہائٹ ہاؤس سے جاری ہونے والے اعلامیہ میں یہ ارادہ کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ دونوں ملکوں نے نہ صرف پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ دہشت گردوں کی حمایت کرنا بند کر دے بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ 2008 میں ممبئی حملوں اور 2016 میں پٹھان کوٹ ایئر بیس پر حملہ کے ملزموں کو سزا دلوائی جائے۔ بھارت لشکر طیبہ اور جیش محمد پر ان حملوں کا الزام عائد کرتا ہے جبکہ پاکستان کا کہنا ہے کہ بھارت نے کبھی ان تنظیموں یا ان کے رہنماؤں کے خلاف ان حملوں میں ملوث ہونے کے ٹھوس شواہد پیش نہیں کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اب ایک بار پھر امریکہ نے یک طرفہ طور سے بھارتی مطالبہ کی حمایت کرکے دراصل یہ اعلان کیا ہے کہ ٹرمپ کے دور حکومت میں امریکہ اس توازن کو کم کرے گا جو وہ ماضی میں برصغیر کے ایٹمی قوت کے حامل دو ملکوں کے درمیان برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ اب ٹرمپ حکومت نے اہم اسٹریٹجک معاملات میں اپنا سارا وزن بھارت کے پلڑے میں ڈال دیا ہے۔

اس رویہ کا اظہار نریندر مودی کے امریکہ پہنچنے سے قبل امریکی وزارت خارجہ کی طرف سے حزب المجاہدین کے لیڈر سید صلاح الدین کو خصوصی نامزد عالمی دہشت گرد قرار دینے کے اعلان سے بھی ہو گیا تھا۔ سید صلاح الدین کئی دہائیوں سے کشمیر میں آزادی کی مسلح جدوجہد کی قیادت کر رہے ہیں۔ کشمیر کے مسئلہ پر اقوام متحدہ کی قراردادوں، وہاں پر چلنے والی عوامی تحریک اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کا ذکر کئے بغیر کشمیری جدوجہد کے ایک نمائندے کو دہشت گرد قرار دینے کا اعلان نہ صرف پاکستان کی واضح خارجہ پالیسی کو مسترد کرنے کے مترادف ہے بلکہ اس سے دہشت گردی کی وضاحت وصراحت کے حوالے سے بھی مزید الجھنیں پیدا ہوں گی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہند پاک و کشمیری قیادت کے درمیان واجپائی دور میں حزب المجاہدین کو بھی مذاکراتی عمل میں شامل کیا گیا تھا۔

کشمیری عوام کی جدوجہد سیاسی ہو یا عسکری، اس کا مقصد نہ تو شہری زندگیوں کو تلف کرنا ہے اور نہ ہی وہ کسی عالمی دہشت گردی کے ایجنڈے پر کام کرتے ہیں۔ تاہم سید صلاح الدین کو عالمی دہشتگرد قرار دے کر امریکہ اب یہ اعلان کر رہا ہے کہ وہ کشمیر میں بھارتی استبداد اور ظلم کو چیلنج کرنے والی اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد کا مطالبہ کرنے والی قوتوں کو بھی دہشت گرد سمجھنے لگا ہے۔ اس طرح اب یہ اصول زیادہ واضح کیا جا رہا ہے کہ امریکہ ہر اس شخص یا گروہ کو دہشت گرد قرار دے کر سیاسی بیان بازی کا شوق پورا کرے گا جو اس کے اقتصادی اور اسٹریٹجک مفادات کے خلاف ہو۔ اس طرح کشمیر کی طرح دنیا کے مختلف خطوں میں آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دینے کی کوششوں سے دراصل اس حقیقی دہشت گردی کے خلاف جنگ کو نقصان پہنچایا جائے گا جو عالمی امن اور دنیا بھر کے شہریوں کیلئے خطرہ بنی ہوئی ہے۔ تاہم ارب ہا ڈالر کے معاہدوں اور تجارتی منڈیوں کے حصول کیلئے صدر ٹرمپ کی حکومت جان بوجھ کر یہ خطرہ مول لے رہی ہے۔

اس امریکی پالیسی کا مقابلہ کرنے کیلئے پاکستان کی وزارت خارجہ یا آزاد کشمیر کے صدر کا ایک مذمتی اور وضاحتی بیان کافی نہیں ہوگا۔ مودی ٹرمپ اعلامیہ دراصل پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے گزشتہ نصف صدی سے اختیار کردہ علاقائی پالیسی کے خلاف فرد جرم ہے۔ اس کا جواب دینے کیلئے پاکستان کو اپنی خارجہ اور دفاعی پالیسیوں پر فوری نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اب تک اختیار کئے گئے بہت سے ہتھکنڈے اب فرسودہ ہو چکے ہیں۔ امریکہ ہی نہیں دنیا کے متعدد ممالک اب انہیں مسترد کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ جس طرح امریکہ پاکستان کے بارے میں اپنی پالیسی کا از سر نو جائزہ لینے اور اس پر نظر ثانی کا عندیہ دے رہا ہے، اسی طرح پاکستان کو بھی پرزور طریقہ سے واضح کرنا ہوگا کہ اگر امریکہ نے کشمیریوں کے انسانی حقوق اور علاقائی سلامتی کے حوالے سے پاکستان کے مفادات کو نظر انداز کیا تو وہ بھی اپنی حکمت عملی اور امریکہ کے بارے میں پالیسی تبدیل کر سکتا ہے۔ بشکریہ ہم سب نیوز

موصل کی آزادی، اتحاد کے ذریعہ داعش کی جعلی خلافت کا خاتمہ

یاد رہے کہ آیت اللہ سیستانی نے موصل پر داعش کے قبضے کے بعد داعش کے خلاف جہاد کو واجب کفائی قرار دیا تھا اور عوام سے اپیل کی تھی کہ ایک رضا کار فورس کی تشکیل کے لئے اپنے نام لکھوائیں، جس کے بعد تقریباً دو ملین عراقیوں نے اپنے نام لکھوائے تھے۔ اب جبکہ بچے کھچے داعشی چاروں طرف سے الحشد الشعبی کے محاصرے میں ہیں اور کسی بھی وقت ان کے خاتمے کی خبر آیا چاہتی ہے۔

تحریر: ثاقب اکبر

دسمبر2016ء کے آخر میں تکفیری دہشت گردوں کو حلب میں عبرت ناک شکست ہوئی اور اب جون2017ء کے آخر میں اس سے بھی بڑی شکست کا سامنا انہیں موصل میں کرنا پڑا ہے۔ موصل عراق میں بغداد کے بعد دوسرا بڑا شہر ہے، جہاں کی نوری مسجد میں داعش کے جعلی خلیفہ ابو بکر البغدادی نے2014ء میں اپنی خلافت کا اعلان کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عراق کا ایک تہائی حصہ مرکزی حکومت کے ہاتھ سے نکل کر داعش کے ہاتھ چلا گیا۔ شام کا بڑا علاقہ بھی داعش اور دیگر تکفیری گروہوں کے قبضے میں جا چکا تھا۔ چنانچہ داعش ''دولت اسلامیہ عراق و شام'' کا مخفف ہے۔ شام میں داعش کو پے در پے شکستوں کا سامنا تھا، اس کے بعد9 ماہ پہلے عراقی مسلح افواج نے عوامی رضا کار فورس جسے الحشد الشعبی کہتے ہیں، کے ساتھ مل کر اپنے سپریم کمانڈر اور عراقی وزیر اعظم حیدر العبادی کے حکم پر موصل کی آزادی کے لئے پیش رفت شروع کی، جو بالآخر عظیم کامیابی پر منتج ہوئی۔ اس موقع پر عراقی وزیر اعظم نے ملک میں داعش کی نام نہاد حکومت کے خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم داعش کے تمام دہشت گردوں کو ہلاک یا گرفتار کر لیں گے۔ العراقیہ ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق عراقی وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ موصل کی قدیم النوری مسجد پر فوج کا کنٹرول اور اس تاریخی مسجد سے دہشت گردوں کی صفائی کا مطلب عراق سے داعش کی باطل حکومت کے خاتمے کا اعلان ہے۔

عراق کے سکیورٹی ذرائع نے بتایا ہے کہ مسجد النوری کو آزاد کروانے کے آپریشن میں چھ سو سے زائد دہشت گرد مارے گئے ہیں۔ النوری مسجد وہی جگہ ہے، جہاں سے داعش کے سرغنہ ابو بکر البغدادی نے جون دو ہزار چودہ میں اپنی نام نہاد خلافت کا اعلان کیا تھا۔ دریں اثناء عراق کے سرکاری ٹیلی ویژن نے اپنے معمول کے پروگرام کو روک کر قومی ترانے نشر کر کے موصل کی مکمل آزادی کی خبر کا خیر مقدم کیا۔ عراق کی وزارت دفاع نے ایک بیان جاری کر کے اعلان کیا ہے کہ صوبہ نینوا کے صدر مقام موصل سے ہمیشہ کے لئے داعش کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس بیان میں آیا ہے کہ شہر موصل کا کوئی بھی علاقہ اب داعش دہشت گرد گروہ کے قبضے میں نہیں ہے اور اس دہشت گرد گروہ کی صفوں میں زبردست انتشار پیدا ہو چکا ہے اور وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ موصل کی آزادی کی خبروں کے ساتھ ساتھ شام میں اور عراق کے دیگر تمام علاقوں میں بھی داعش کی تیز رفتار پسپائی کی خبریں موصول ہو رہی ہیں اور داعش اپنے لئے ادھر ادھر پناہ گاہیں ڈھونڈ رہی ہے۔ شام کا دوسرا بڑا شہر حلب جو پہلے ہی سرکاری فوجوں کے قبضے میں آ چکا ہے۔ العربیہ کے مطابق اب حلب کے پورے صوبے سے داعش نکل گئی ہے۔ داعش کو شام اور عراق کے بارڈر پر آسانی سے آمد و رفت کی جو سہولت میسر تھی، وہ بھی اب تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ اہم ترین سرحدی پوسٹوں پر دونوں طرف سرکاری دستے آپس میں مل چکے ہیں اور الحشد الشعبی نے اعلان کیا ہے کہ ہم شامی فوجوں کے ساتھ مل کر شام میں بھی داعش کے خاتمے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بعض سرحدی مقامات پر عراق میں داعشی تکفیری دہشت گردوں کی عراق میں نفوذ کی کوششیں الحشد الشعبی نے ناکام بنادی ہیں۔

اس وقت جبکہ مختلف اطلاعات کے مطابق تکفیری گروہ داعش خود موصل میں اپنی شکست کو قبول کر رہا ہے، مختلف ممالک اور مزاحمتی تحریکوں کی طرف سے عراقی حکومت اور عوام کو مبارکباد کے پیغامات دیئے جا رہے ہیں۔ ایرانی صدر ڈاکٹر حسن روحانی نے اپنے ایک ٹویٹ میں موصل کی آزادی پر عراق کی حکومت اور عوام کو مبارکباد دی ہے۔ انہوں نے اپنے ایک خصوصی پیغام میں عراق کے روحانی راہنما آیت اللہ سیستانی کو بھی مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ اس کامیابی نے ایک بار پھر دینی مرجعیت کے مقام کو دنیا کے سامنے واضح کر دیا ہے۔ قطر کے امیر تمیم بن حمد آل ثانی نے بھی اپنے پیغام میں عراق کی حکومت اور عوام کو موصل کی آزادی پر پیغام تہنیت دیا ہے۔ یمن میں صنعاء کی حکومت کے ترجمان محمد عبدالسلام نے بھی عراق کی حکومت اور عوام کو مبارکباد کا پیغام دیا ہے۔ اس کامیابی پر عراق کی پارلیمنٹ کی خارجہ پالیسی اور قومی سلامتی کونسل کے سربراہ علاء الدین بروجردی نے بہت گہرا تبصرہ کیا ہے۔ بروجردی نے موصل کی آزادی کو عراق کی تقسیم کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی سازشوں کی ناکامی قرار دیا ہے۔ علاء الدین بروجردی نے کہا کہ علاقے میں امریکی پالیسیوں کا ایک اصلی محور صیہونی حکومت کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت امریکیوں کو سب سے زیادہ تشوش عراق اور شام میں مزاحمتی محاذ کی کامیابیوں اور داعش کی پے در پے شکست سے ہے۔

دریں اثناء عراق کے وزیر اعظم حیدر العبادی نے اپنے ایک بیان میں عراق کے روحانی راہنما آیت اللہ سیستانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کی فوج کے لئے مسلسل حمایت کی وجہ سے موصل کی آزادی ممکن ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مرجعیت کے خصوصی کردار نے ملک کے دفاع کے لئے بہت بڑی خدمت کی ہے اور ان کے فتوے کی وجہ سے ملک اور عراقی قوم کو اور اس ملک کے مقدس مقامات کو نجات ملی ہے۔ یاد رہے کہ آیت اللہ سیستانی نے موصل پر داعش کے قبضے کے بعد داعش کے خلاف جہاد کو واجب کفائی قرار دیا تھا اور عوام سے اپیل کی تھی کہ ایک رضا کار فورس کی تشکیل کے لئے اپنے نام لکھوائیں، جس کے بعد تقریباً دو ملین عراقیوں نے اپنے نام لکھوائے تھے۔ اب جبکہ بچے کھچے داعشی چاروں طرف سے الحشد الشعبی کے محاصرے میں ہیں اور کسی بھی وقت ان کے خاتمے کی خبر آیا چاہتی ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے قارئین کو یاد دلائیں کہ ہم نے اپنے16 جون2014ء کے کالم ''عراق حقیقی انقلاب کی طرف گامزن ہے'' میں اس عظیم فتح کی نوید سنا دی تھی اور یہ نوید ٹھوس دلائل پر مبنی تھی۔ آیئے قند مکرر کے طور پر اس کا کچھ حصہ اپنا ایمان تازہ کرنے کے لے پڑھتے ہیں۔ ''اے عراقیو! اٹھ کھڑے ہو اور رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دو۔ اس سرزمین پر داعش کے لئے کوئی جگہ نہیں، ہم پوری طاقت سے دشمن کو کچل کر رکھ دیں گے۔ عراق کا مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ عراق میں سنی اور شیعہ کے مابین کوئی فرق نہیں۔'' یہ عراق کے منتخب وزیر اعظم نوری المالکی کی آواز ہے، جو عراقی ٹیلی ویژن پر جمعہ(14 جون2014) کی دوپہر کو نشر کی گئی۔

امریکہ کی بنائی گئی فوج سے جو توقع تھی، وہ اس نے پوری کر دی۔ اب عراق حقیقی انقلابی اور عوامی فوج کی تشکیل کی جانب بڑھ رہا ہے۔ امریکی جنرل پٹریاس نے سابق سفاک عراقی ڈکٹیٹر کی بعث پارٹی کے 70 ہزار افراد کو تربیت دے کر جو فوج تشکیل دی تھی، اس کی قیادت نے عراق کے دوسرے بڑے شہر موصل کو جس طرح سے داعش کے درندوں کے حوالے کیا، ان سے عراقی حکومت پر سارے حقائق روشن ہوگئے۔ جب جرنیل ہتھیار ڈال دیتے ہیں تو سپاہی یا اسیر ہو جاتے ہیں یا گاجر مولی کی طرح کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ داعش سے دوسری صورت حال ہی کی توقع کی جا سکتی تھی۔ بچے کھچے سپاہیوں کا کہنا ہے کہ ہم اپنی ہائی کمان سے مدد طلب کرتے رہے لیکن ہمیں مدد فراہم نہ کی گئی۔ اس وقت سیاسی اور مذہبی راہنماؤں کی اپیل پر عراقی سنی شیعہ عوام باہر نکل آئے ہیں اور دہشت گردوں کے چنگل سے اپنے ملک کا چپہ چپہ چھڑانے اور محفوظ رکھنے کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینے کے لئے کمربستہ ہو چکے ہیں۔ اس وقت تک 15 لاکھ سے زیادہ عراقی عوام رضا کارانہ طور پر دہشت گردوں کے خلاف جنگ آزمائی کے لئے اپنا نام لکھوا چکے ہیں، جبکہ ذمے دار حکام کا یہ کہنا ہے کہ مختلف شہروں میں بڑی تعداد میں عوام، رضا کارانہ طور پر اپنا نام لکھوانے کے لئے قطاروں میں لگے ہوئے ہیں اور توقع کی جا رہی ہے یہ تعداد15 لاکھ سے بڑھ کر25 لاکھ ہو جائے گی۔ اس کے لئے حکومت نے بڑے پیمانے پر اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔

دوسری طرف مختلف شہروں کے عوام نے مالی امداد کے لئے بھی عطیات جمع کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ شیعہ سنی عوام بڑی تعداد میں عطیات تکفیری داعشیوں اور بعثیوں کے خلاف امداد کے طور پر جمع کروا رہے ہیں۔ یہ رقم اب تک سینکڑوں ارب دینار تک جا پہنچی ہے۔ عراق کی قومی سلامتی کے مشیر نے کہا ہے کہ عراقی وزیر اعظم نے دہشت گردوں کے خلاف عوامی رضا کار فورس تشکیل دینے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عراق کی قومی سلامتی کے مشیر ''فالح الفیاض'' نے کہا ہے کہ عراقی وزیر اعظم نوری مالکی نے دہشت گرد گروہ داعش سے مقابلے کے لئے باقاعدہ عوامی رضا کار فورس تشکیل دینے کا حکم جاری کیا ہے۔ ایک طرف شیعہ راہنما آیت اللہ العظمٰی سید علی سیستانی نے جہاد دفاعی کا حکم جاری کیا ہے، جسے واجب کفائی قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف معروف اہل سنت عالم دین مفتی امینی نے کہا ہے کہ داعش کے اس گروہ کا اہل سنت والجماعت سے کوئی واسطہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی فوج کہے گی ہم عمامہ اتار کر فوجی کی وردی پہن کر ان دشمنان ملک و ملت سے جہاد کریں گے۔ یاد رہے کہ پہلے ہی 11 اہل سنت علماء کو موصل میں داعشی دہشت گرد اپنی بیعت نہ کرنے پر سفاکانہ طریقے سے قتل کر چکے ہیں، جن میں موصل کی سنی جامع مسجد کے امام بھی شامل ہیں۔

آج یہ بات عراقی قیادت پر واضح ہوگئی ہے کہ1979ء میں انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے ساتھ ہی امام خمینی? نے سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی (ForceGaurdsRevolutionryIslamic) کیوں قائم کی تھی۔ امام خمینی جانتے تھے کہ فوج تو شاہی حکومت نے اپنے مقاصد کے لئے قائم کر رکھی تھی اور یہ وہی فوج تھی جس نے شاہ کے حکم پر کئی دہائیاں عوام پر ستم ڈھائے تھے۔ یہ فوج کامل تصفیہ کے بغیر ایک اسلامی انقلابی حکومت کے نہ فقط کسی کام کی نہیں بلکہ اس کے لئے الٹا خطرے کا سبب ہوسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی ہی نے ایران کی اسلامی حکومت کا تحفظ کیا ہے اور ساتھ ساتھ فوج کو بھی تعمیر نو کی گئی اور اسے نئے خطوط پر استوار کیا گیا۔ ظالم اور خونی جرنیلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا، وگرنہ یہ فوج8 سالہ جنگ کو بہت پہلے ہی ہار چکی ہوتی۔ اس جنگ کے دوران ایک روز انقلاب اسلامی کی رضا کار فوج کے جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بی بی سی نے کہا تھا ''سپاہ پاسداران اپنی تربیت کی کمی کو اپنے جذبہ شہادت سے پورا کر رہے ہیں۔'' آج عراق بھی اسی منظر سے گزر رہا ہے۔ عراق کی تشکیل نو ہو رہی ہے۔ امریکہ کی بنائی ہوئی فوج کی جگہ عوامی رضا کار میدان میں آ چکے ہیں۔ یہی رضا کار اب داعش کے درندوں سے مقابلے کے لئے روانہ کئے جا رہے ہیں۔ فوج کے اندر چھپے ہوئے بعثی عناصر پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ گویا پورا عراق ایک بھرپور انقلابی صورت حال سے دوچار ہے اور وہ دن دور نہیں جب ایک طاقتور انقلابی اور مستحکم حکومت عراق میں ظہور پذیر ہوگی، جسے پورے عراق کے تمام مذہبی اور علاقائی گروہوں کی حمایت حاصل ہوگی۔

مسلم ممالک یمن، بحرین اور کشمیر کے عوام کی کھل کر حمایت کریں: امام خامنہ ای

اسلامی جمہوریہ ایران کھل کر اپنا موقف بیان کرتا ہے، اسلامی ممالک کو بھی یہی کرنا چاہئے اگر چہ طواغیت خفا ہو جائیں

تہران/ نیوز نور/ جس طرح ہم اپنے موقف کو دشمنوں اور مخالفوں کیلئے واضح طور اعلان کرتے ہیں، عالم اسلام بالخصوص روشن فکروں، خاص کر عالم اسلام کے علماء اسی طریقہ کار کو اختیار کریں اور واضح موقف اختیار کریں اور خداوند متعال کو خود سے راضی کریں اگر چہ اس سے طواغیت خفا ہو جائیں۔ عالمی اردو خبر رساں ادارے نیوز نور کی رپورٹ کے مطابق ولی امر مسلمین حضرت امام خامنہ ای کے مرکزی دفتر کی ویب سائٹ خامنہ ای ڈاٹ آئی آر نے مصلی امام خمینی (رحمۃ اللہ علیہ) تہران میں پہلی شوال 1438 مطابق 26 جون 2017 کو رہبر انقلاب اسلامی حضرت امام خامنہ ای کے عید فطر کے خطبوں کے متن کو جاری کیا ہے جس کا ترجمہ نیوزنور نے جاری کیا ہے۔ امام خامنہ ای نے عید سعید فطر کے دوسرے خطبے میں فرمایا: امت اسلامی کے پیکر پر بہت سارے زخم لگے ہوئے ہیں: یمن، بحرین اور اسلامی ممالک میں جو طرح طرح کے مسائل ہیں سبھی اسلام کے پیکر پر گہرے زخم ہیں۔ عالم اسلام کو کھل کر یمن کی حمایت کرنی چاہئے؛ جن ستمگروں نے ماہ مبارک رمضان میں اس طرح لوگوں پر ظلم ڈھائے ہیں ان سے اپنی برائت اور بیزاری کا اعلان کریں اور عوام کی حمایت کریں۔ اسی طرح بحرین کے لوگوں کی بھی کشمیر کے لوگوں کی بھی حمایت کریں؛ ہماری قوم عالم اسلام کی اس عظیم حرکت کی ریڑ کی ہڑی بن سکتی ہے۔ جس طرح ہم اپنے موقف کو دشمنوں اور مخالفوں کیلئے واضح طور اعلان کرتے ہیں، عالم اسلام بالخصوص روشفکروں، خاص کر عالم اسلام کے علماء اسی طریقہ کار کو اختیار کریں اور واضح موقف اختیار کریں اور خداوند متعال کو خود سے راضی کریں اگر چہ اس سے طواغیت خفا ہو جائیں۔ (ولایت ٹائمز ڈاٹ کام)

خادم الحرمین میں اسرائیل کے خلاف بات کرنے کی ہمت: شام کے مفتی اعظم

دمشق/ شام کے مفتی اعظم نے کہا ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ میں اسرائیل کے خلاف بات کرنے کی جرات نہیں ہے۔ ''ابنا'' کی رپورٹ کے مطابق شام کے مفتی اعظم بدرالدین حسون نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے سعودی عرب کے حالیہ دورے اور ٹرمپ کے ساتھ سعودی عرب کے بادشاہ کے رقص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ میں اسرائیل کے خلاف بات کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ شام کے مفتی اعظم نے کہا کہ سعودی عرب کے وہابی ملا دہشت گردوں کے اصلی کمانڈر ہیں اور مکہ و مدینہ وہی دہشت گرد موجود ہیں جنہوں نے علامہ محمد سعید رمضان البوطی کو قتل کیا۔ بدرالدین حسون نے کہا کہ سعودی عرب اور اسرائیل مشترکہ طور پر دہشت گردوں گروہ بناتے ہیں اور دونوں ممالک دہشت گردوں کے حامی ہیں یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب میں اسرائیل کے خلاف بات کرنے کی ہمت نہیں۔ شام کے مفتی اعظم نے کہا کہ عراق اور شام کے عوام کی دہشت گردوں پر فتح نزدیک ہے۔

مسلمان اسرائیل کے مقابلے کے لیے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں: خالد مشعل

غزہ/ اسلامی تحریک مقاومت حماس کے سیاسی شعبے کے سابق سربراہ نے خلیجی ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے اندرونی اختلافات ختم کرتے ہوئے اپنی توانائی ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کے بجائے مشترکہ دشمن اسرائیل کے خلاف استعمال کریں اور قضیہ فلسطین پوری مسلم امہ کا مرکزی مسئلہ ہے اس کے حل اور صہیونی ریاست کے جبرو استبداد کے خلاف عرب دنیا اور مسلم امہ کو سیسہ پلائی دیوار بنا ہو گا۔ ''نیوز نور'' کی رپورٹ کے مطابق غزہ پٹی کے وسط میں النصیرات کیمپ میں حماس کی جانب سے منعقدہ ایک عید ملن تقریب سے ٹیلیفون پر خطاب کرتے ہوئے ''خالد مشعل'' کہا کہ وہ توقع رکھتے ہیں کہ خلیجی ممالک بھائیوں کی طرح اپنے فروعی اختلافات کو جلد بھلا کر ماضی کی طرح ایک ہو جائیں گے کیونکہ خلیجی ممالک اور مسلم امہ میں انتشار صرف صہیونی دشمن کے مفاد میں ہے۔ خالد مشعل نے کہا کہ غزہ پٹی کی موجودہ صورت حال ناگفتہ بہ ہے اور حماس کو دیوار سے لگانے اور حماس کی وجہ سے غزہ کیعوام کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جا رہا ہے مگر ہم ان تمام دشمن قوتوں پر واضح کر دینا چاہتیہیں کہ غزہ کیعوام اپنے مقاومتی اصولوں پر قائم رہیں گے اور غزہ پٹی پر مسلط محاصرے کو شکست دیں گے اور دیرینہ قومی اصولوں اور مطالبات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حماس نے صہیونی دشمن کے خلاف مقاومت اور سیاسی دستاویز میں بیداری کی شاندار مثال قائم کی۔ خالد مشعل نے کہا کہ عرب ممالک کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو جرأت مندانہ اور دانش مندانہ طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے کیونکہ عرب دنیا پہلے ہی کئی بحرانوں کا سامنا کر رہی ہے اس لیے مزید کسی نئے بحران کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

پاکستان میں ہونے والے دہشتگردانہ واقعات کا ذمہ دار افغانستان: وزیر داخلہ چودھری نثار

اسلام آباد/ پاکستان کے وزیر داخلہ نے اپنے ملک میں ہونے والے دہشت گردانہ حملوں کا الزام بالواسطہ طور سے افغانستان پر عائد کیا ہے۔ میڈیا رپورٹوں کے مطابق پاکستان کے وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے جمعے کے روز ہونے والے دہشت گردانہ حملے پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب بھی پاک افغان سرحد کھلتی ہے، پاکستان میں دہشت گردی تیز ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی سرحدوں کی مؤثر نگرانی اور حفاظت کے عمل کو مزید بہتر کریں تاکہ دہشت گردی کا راستہ روکا جا سکے۔ چودھری نثار کا کہنا تھا کہ اس بات کا تجزیہ کیا جانا چاہیئے کہ پاراچنار میں دہشت گردانہ کارروائی سے متعلق دو الرٹ متعلقہ صوبائی حکومت کو بھجوائے گئے تاہم ان اطلاعات کے باوجود حفاظتی اقدامات کیوں نہیں کئے گئے۔ میڈیا رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے پاک فوج کے چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹننٹ جنرل بلال اکبر اور دیگر سیکورٹی حکام سے ٹیلیفونی رابطہ کر کے کوئٹہ، پاراچنار اور کراچی میں پیش آنے والے دہشت گردی کے واقعات سے متعلق سامنے آنے والے شواہد کی تفصیلات حاصل کی ہیں۔

داعش یہود و نصاریٰ کی تنظیم ہے: پاکستانی سیاستدان

اسلام آباد/ پاکستان کے سینئر سیاستدان اور حزب اختلاف کے سربراہ نے بدنام زمانہ تکفیری دہشتگرد گروہ داعش کو یہود و نصاریٰ کی تنظیم قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاراچنار میں مرنے والے اور مارنے والے دونوں کلمہ گو تھے۔ ''نیوزنور'' کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ''سید خورشید شاہ'' نے سکھر میں عید ملن پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی ریاستیں جل رہی ہیں اور ہمارے حکمران بین بجا رہے ہیں جبکہ عالم اسلام کے لیڈر تماشا دیکھ رہے ہیں اور ہم تماشا بن رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف کو دیکھنا چاہئے کہ 20 کروڑ عوام کے دل دکھے ہوئے ہیں مگر ہمارے حکمرانوں میں سچ اور حق کہنے کی جر??ت ختم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ 35 اسلامی ملکوں کا تو فوجی اتحاد بن گیا مگر دیگر اسلامی ممالک کا کیا ہوگا۔ موصوف سیاستدان نے کہا کہ ذوالفقار بھٹو نے ہمیں ایٹمی قوت اس لئے نہیں بنایا کہ امریکہ اور دہشتگردوں کے آگے جھک جائیں۔ انہوں نے کہا کہ پاراچنار میں مرنے والے بھی اور مارنے والے بھی کلمہ گو ہیں اور جس سے ظاہر ہوتا ہے تکفیری ایک خارجی ٹولہ ہے۔

Everyone should openly support people of *Yemen, Bahrain and Kashmir*: Ayatollah Khamenei

> *Muslim world needs to come with crystal-clear way like Iran does even if tyrants grow displeased with the stance.*

WILAYAT TIMES

Tehran:On the auspicious occasion of the blessed Eid-al-Fitr, in gratitude to one month of fasting and servitude to God Almighty, the faithful and monotheistic people of Islamic Iran gloriously held the Eid prayers across the county and prayed for the best from benevolent God. The hub of this enthusiastic and faithful presence was the Imam Khomeini Prayer Grounds in Tehran where Eid-al-Fitr prayers were led by Leader of the Islamic Revolution Ayatollah Seyyed Ali Khamenei.

In the sermons of Eid al-Fitr prayers,Supreme Leader of Islamic Revolution Ayatollah Khamenei described this year's Ramadan as "auspicious" in the true sense of the word and said, "'fasting in hot days,' 'the eye-catching presence of the youth in widespread Quranic and [Islamic] teaching meetings,' 'modest popular Iftar ceremonies in mosques and local districts,' 'aid for the release of inmates imprisoned for unpremeditated offences and providing the expenses for the treatment of the needy patients,' 'recourse and supplication to God in Laylat al-Qadr (Nights of Destiny)' are signs of the celestial and spiritual mirth atmosphere in the society and a booster of the nation's spiritual stamina and facilitator of treading difficult paths and these spiritual resources must be appreciated and preserved."

The Leader of the Islamic Revolution enumerated "the glorious and massive Quds Day rallies in hot weather" as one of the other manifestations of this blessed month and reiterated, "These rallies were a historic and massive undertaking and will survive as an honor in the history of the nation." Ayatollah Khamenei cited Quds Day rallies, the fervent and massive participation in the elections and the mighty offensive of the Islamic Revolution Guards Corps against the enemies as "valuable social assets" and a source of pride and hope for the nation and stressed the need to safeguard these assets, reiterating, "The requisite for preserving these valuable assets are safeguarding the unity and integrity of the nation, safeguarding revolutionary motivations and moving in line with the [1979] Revolution's objectives and aspirations."

Continuing, the Leader expressed hope for the new administration to be formed as soon as possible, saying, "Given this year's name (Economy of Resistance – Production and Employment), the new government will have to carry out major tasks for the prosperity of production and the resolution of the youth's employment problem with the help of the people and these issues must be followed up with seriousness."

The Leader of the Islamic Revolution described cultural work as one of the other important issues of the country and pointed to the enemy's many pores and infiltration points in the cultural sector, stressing, "In addition to the responsible administrative organizations, massive popular bodies and intellectual, innovative and diligent youths should block the cultural infiltration points and take necessary measures and push forward in this area in a 'fire at will' [manner]." Elaborating on the concept of 'fire at will,' Ayatollah Khamenei reiterated, "Fire at will means 'spontaneous and clean cultural work' and does not mean lawlessness, cursing, giving thoughtless and assuming people an excuse to complain and rendering beholden the country's revolutionary current."

The Leader reiterated, "Revolutionary and caring forces keen on the advancement of the country toward lofty goals must be more watchful than anyone else about preserving law, order and peace in the country and prevent exploitation by the enemies."

n the final segment of the sermons of the Eid prayers, the Leader of the Islamic Revolution pointed to the issues of the Muslim world, particularly the situation in Yemen as one of the great scars on the body of the Islamic Ummah as well as the issues of Bahrain and Kashmir, adding, "Like the Islamic Republic, the world of Islam, particularly the enlightened and Islamic scholars must openly state their stances against the enemies and adversaries and clearly announce their position about disavowing from the oppressors and tyrants who subjected the people of Yemen to aggression in the month of Ramadan and [and state their position] in support of these oppressed people and other issues of the Muslim world even if tyrants grow displeased with this stance."

Leader of Iran warned against numerous cultural influences by enemies and urged the Islamic community to slam oppressors who invade innocent people, including Yemenis, Bahrainians and Kashmiris, in the fasting month of Ramadan. He invited the Islamic world, its intellectuals in particular, to announce their stance in a crystal-clear way like Iran does.

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Asst.Editor:M.Afzal Bhat;
R.N.I No:JKBIL/2015/63427; Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar Kashmir 190001 (J&K)
Printed at:Kashmir Images Printing and Publishing House Srinagar.
Contact:+91-9419001884;+91-8494001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com;Website:www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication

Srinagar

WILAYAT Weekly TIMES

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک

And never the twine shal be equal,
the one is slave to fate,the other,
master of fate. www.wilayattimes.com

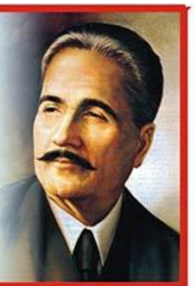

Vol:03 | Issue:15 | Pages:08 | 3rd July to 9th July 2017 | Rs.5/-

2019 *has been named as the* ***Imam Ali (as)*** *Year in* **India**

During the period of two years, a Comprehensive and wide ranging events will be organized to introduce Imam`s life among people.

Read the Message of Hojjat al-Islam Agha Mahdi Mahdavipour,The Representative of the Supreme Leader of Islamic Republic of Iran Ayatullah al- Uzma Syed Ali Khamenei in India.

The Honorable Ulama and Muballigeen of India

Salaam and regards to the respected flag-bearers of the sanctuary of the School of Ahlul Bayt (A.S.). I would like to bring in kind information that the year 1440 Hijrah/2019 CE coincides with the 1400th martyrdom anniversary of Master of the Virtuous, the Commander of the Faithful, Imam Ali ibn Abi Taleb (A.S.). With the counselling and advice of a group of Ulamas this year (1440 Hijrah/2019 CE) have been named as the "Imam Ali (A.S.) Year" in India. Thus, in these two years remaining till the year 1440 Hijrah/2019 CE a comprehensive and wide ranging program should be chalked out to introduce the life and sayings of the great personality of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.). It is be noted that preaching the life and teachings of Imam Ali ibn Abi Taleb (A.S.) is in reality preaching true and pure tenets of Islam as preached by the Holy Prophet (S.A.W.A.). Today more than past the youth in India and the scientific and academic institutions in the vast and expansive country of India deeply feel the need to get acquainted with the teachings of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) in the social, political, ideological, ethical, family, historical issues. Fortunately, love and affection with Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) is deep-rooted in the masses of India and an interest and quench to learn the teachings of this magnificent personality is greatly felt in region.

Thus, the following programs are proposed to be conducted to commemorate this great event in Indian sub continent.

(1)A headquarter will be established in this regard and a website will launched to provide necessary information about this event.(2)Informative and valuable articles about Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) in English and Urdu languages will be published in five volumes each.(3)In the year 1440 Hijrah/2019 CE, an international seminar will be conducted in Hyderabad city regarding the life and works of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.).(4)The valuable book written in Urdu about Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.) titled "Nafs Rasool (S.A.W.A.)" written by late Syed Ali Haider Naqvi will be republished in 14 volumes.(5)At least five regional seminars will be held in various states of India in different subjects including Nahjul Balagha, the main characteristics of the government of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.), the mystic and ethical thought of Imam Ali Ibn Abi Taleb (A.S.), Imam Ali's conduct in politics, Imam Ali (A.S.) and the Unity among the Muslims.(5)In the year 1440 Hijrah/2019 CE, the Friday Prayer Leaders throughout India in the sermons of every Friday gathering will quote and explain the sayings and teachings of Imam Ali (A.S.). Thus, during the 52 sermons of the Friday Prayer which will be delivered in the year 1440 Hijrah/2019 CE, 52 steps will be taken forward to get acquainted with the teachings of Imam Ali (A.S.).

Thus, I kindly request all the Ulamas, Muballigeen, research scholars and media persons to cooperate in this noble effort and kindly mail their suggestions, plans, views and articles to the below-mentioned email of the headquarter of this event at Imamali1440@yahoo.com

Mahdi Mahdavipour (The Representative of the Supreme Leader of Islamic Republic of Iran)Ayatullah al- Uzma Syed Ali Khamenei in India.

Dt:31-05-2017